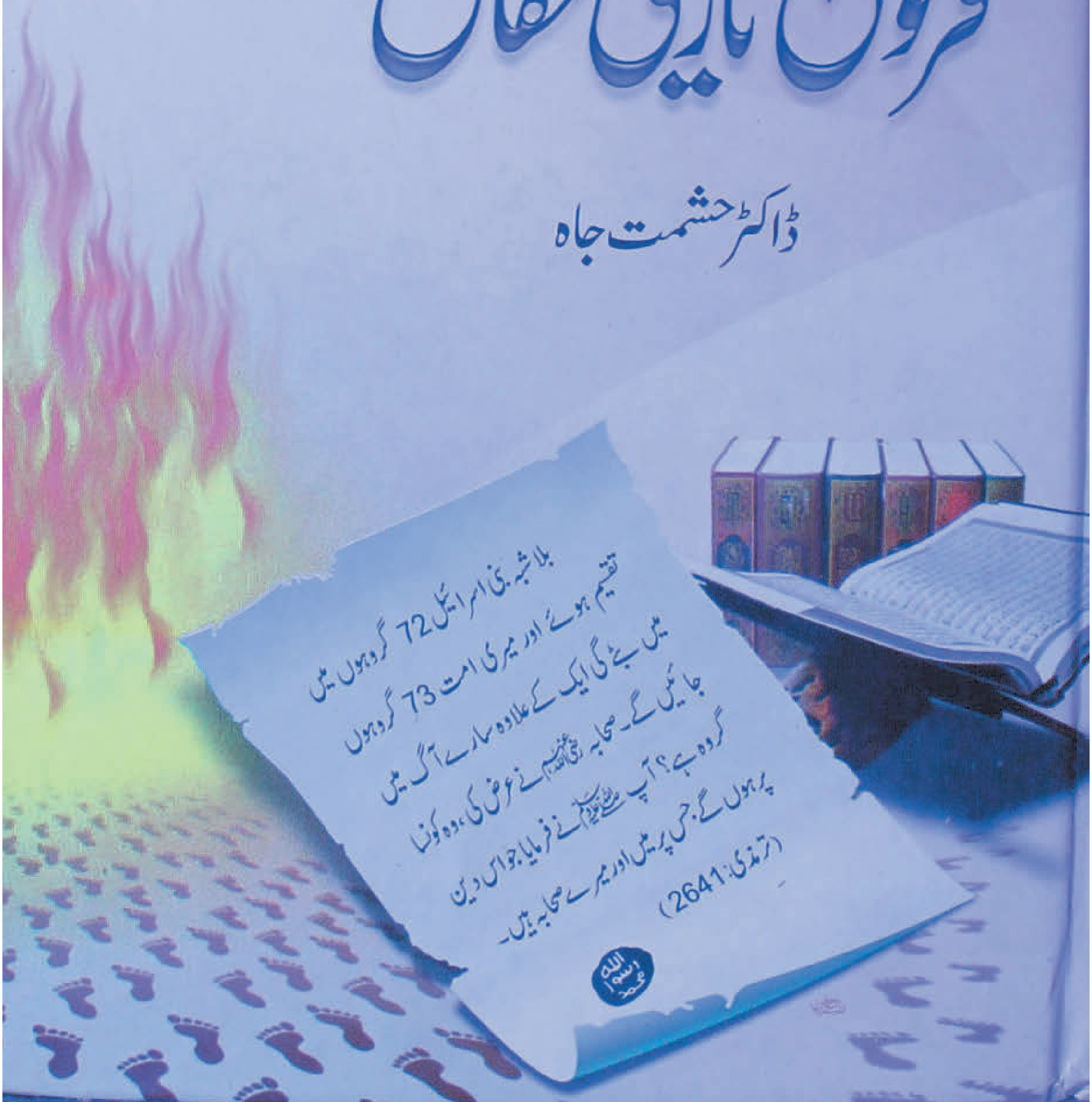
73

فرقوں کے تاریخی حقائق

ڈاکٹر حشمت جاہ



نجم الغنی رامپوری کی کتاب سے لیے گئے 73 فرقوں کی تاریخ و عقائد

73 فرقوں کی تاریخی حقائق

ترتیب: ڈاکٹر حشمت جاہ

شرکت الامتیاز

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

نام کتاب: تہتر فرقوں کے تاریخی حقائق

مؤلف: ڈاکٹر حشمت جاہ

ناشر: شرکت الامتیاز

کمپوزنگ: احمد گرافکس

تعداد: 500

اشاعت سن: 2011ء

قیمت: 400روپے

فہرست مضامین

حدیث افتراق امت کی تحقیق

اہل علم تحصیل علم کے اعتبار سے چار قسم پر ہیں۔ (۱) صوفیہ یہ علم انکشافی کو نبی ﷺ کی متابعت سے حاصل کرتے ہیں۔ (۲) اشراقین یہ علم اشراقی کو نبی کی متابعت کے بغیر حاصل کرتے ہیں۔ (۳) مشائیں یہ عقل کے ساتھ استدلال کرتے ہیں۔ (۴) متکلمین یہ کتاب و سنت اور اجماع کے ساتھ استدلال کرتے ہیں اور یہ ۷۳ فرقے ہیں جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کیا ہے (افترقت الیهود علی احدیٰ و سبعین او اثنتین و سبعین فرقه و افترقت النصاریٰ علیٰ احدی و سبعین او اثنتین و سبعین فرقة و تفترق امتی علیٰ ثلث و سبعین فرقة) یعنی یہود اور عیسائی بھی اکہتر یا بہتر فرقے ہو گئے۔ میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعا روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت عوف بن مالکؓ سے یوں ہے کہ یہود اکہتر فرقے ہو گئے جن میں سے ایک جنت میں اور ستر دوزخ میں اور عیسائی بہتر فرقے ہو گئے کہ اکہتر آگ میں ہیں اور ایک جنت میں قسم ہے اس اللہ کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں بقائے ذات محمدی ہے تحقیق میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی جن میں سے ایک فرقہ جنتی ہے اور بہتر دوزخی اور عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے (قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليا تين علىٰ امتى ما اتى على بنى اسرائيل حذ و النعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان فى امتى من يصنع ذلك و ان بنى اسرائيل تفرقت على ثنتين و سبعين ملة و ستفترق امتى على ثلث و سبعتين ملة كلهم فى النار الا ملة واحدة قالو امن هى يارسول الله قال ما انا عليه و اصحابى رواه الترمذى و قال غريب) یعنی میری امت کے لوگوں پر وہی آئے گا جو

بنی اسرائیل پر آیا مطابق ہوں گے ان کے یہاں تک کہ اگر کسی نے ان میں سے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ صحبت کی ہو تو میری امت میں بھی کوئی شخص پیدا ہو جائے گا کہ وہ ایسا کام کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوں گے میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی سب آگ میں جائیں گے مگر ایک ملت والے صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں اے رسول اللہ فرمایا وہ طریقہ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں احمد اور ابوداؤد کا لفظ معاویہ سے یوں ہے (قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان من کان قبلکم من اھل الکتاب افتر قوا علی ثنتین و سبعین ملة دان ھذا الا مه ستفرق علی ثلث و سبعین فرقة ثنتان وسبعون فی النار واحده فی الجنته وھی الجماعه) یعنی ہم میں حضرت محمدؐ خطبے میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ خبردار جو کہ تم سے پہلے اہل کتاب تھے وہ بہتر فرقے ہو گئے اور قریب ہے کہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ بہتر آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں وہ جماعت ہے لفظ جماعت کا اطلاق اہل سنت پر اسی حدیث سے ثابت ہوا ہے اور ابن عدی نے ابو ہریرہؓ سے صرف اسی قدر روایت کیا ہے یہود اکہتر فرقے بن گئے اور عیسائی بہتر میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ بیہقی نے افتراق امت کی حدیث کو صحیح حسن کہا ہے پھر حاکم نے کہا ہے کہ اصول میں یہ ایک بڑی حدیث ہے سعد بن ابی وقاص اور ابن عمرو اور عوف بن مالک نے مثل اس کے روایت کی ہے اور بقول مؤلف مقاصد حسنہ انس اور جابر اور ابوامامہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور عویمرا اور ابودردا اور واثلہ اور عبداللہ بن عمر بن عاص اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایتیں آئی ہیں اور ابو ہریرہؓ بھی اس کے راوی ہیں اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ محققین حدیث نے اس کو اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔ اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول اور مقاصد حسنہ اور جمع الجوامع اور کتاب بیہقی وغیرہ میں ان روایات کو ان کتب صحاح حدیث وغیرہ سے نقل کیا ہے تو اس کی صحت میں کلام نہیں مجھے مولوی شبلی نعمانی صاحب نعمانی سے تعجب ہے کہ انہوں نے سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۳۲ میں محض اپنی رائے سے اس حدیث کو کیوں موضوع قرار دے دیا کوئی بھی دلیل اس کی موضوعیت کی مولوی صاحب نے نہیں بیان کی۔ اس حدیث کے طریق بہت ہیں اور آئمہ حدیث نے اس کو صحیح مانا ہے اور ترمذی نے جو اس طریق کی روایت کو غریب کہا ہے سو اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی زمانے میں اس کی روایت ایک ہی راوی سے

ہوئی ہے اور غریب احادیث صحیحہ کے اقسام سے ہے اور صحیح حدیث قابل حجت ہے پھر حسن لذاتہ پھر حسن لغیرہ۔ اور تمام طریقوں میں تفرق تہتر فرقوں میں آیا ہے نہ بہتر میں اگر چہ سیوطی نے ایک حدیث ابن ماجہ کی جوانسؓ سے مروی ہے۔ اس مضمون کو بھی نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے اور میری امت بہتر فرقے ہوجائے گی۔ سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک فرقہ اور یہ جماعت ہے مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں کہتے ہیں کہ اس روایت کا اعتبار ان بہت سی روایات کے مقابل نہیں ہوسکتا بلکہ سیوطی نے بھی ابن ماجہ کی حدیث عوف بن مالک سے امت محمدیؐ کے تہتر فرقے ہوجانے کے باب میں نقل کی ہے سو یہی صحیح روایت ہے اور یہی وجہ ہے کہ صاحب سفر السعادت نے فرمایا ہے کہ درباب افتراق امت بر ہفتا دو دوفرقہ چیزے ثابت نہ شدہ۔ مطلب یہ ہے کہ تفرق امت تہتر فرقوں پر ثابت ہوا ہے نہ بہتر پر اور اگر یہ ثابت کیا جائے تو مصنف سفرالسعادت کی مراد یہ ہے کہ افتراق امت کے باب میں مطلقاً کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور جو کچھ اس معاملے میں آیا ہے وہ سب موضوع ہے تو یہ قول ان کا کیسے معتبر ہوسکتا ہے۔ جب کہ اتنے بہت آئمہ حدیث افتراق امت کی روایت صحیح تسلیم کرتے ہیں اور بہت سے طریقوں سے مروی بھی ہے شاید مولوی شبلی صاحب نے اس حدیث کے موضوع ہونے کے قول کو یہیں سے اڑایا ہے مگر صاحب سفر السعادت تو یہ کہتے ہیں کہ امت محمدیؐ کا بہتر فرقے ہوجانا کسی حدیث سے ثابت نہیں مولوی صاحب نے ایک بڑھا کر تہتر اپنی رائے سے کہا ہے۔

یہود و عیسائی کے فرقے

یہود کے اشہر و اظہر فرقے عنانیہ۔ عیسویہ اور یوذعانیہ تھے انہیں میں سے موشکافیہ و سامریہ ہیں یہ فرقے بڑے ہیں ان میں سے اکہتر فرقے نکلے جن میں سے بعض بت پرست ہیں اور بعض آفتاب و ماہتاب و نجوم پرست اور بعض اوثان پرست صنم کہتے ہیں بت کو وثن کہتے ہیں استھان کو اس لفظ میں سارے معبود باطلہ داخل ہیں جیسے بت۔ شجر وغیرہ۔ سالونیکا میں ایک اور عجیب فرقہ یہودیوں کا رہتا ہے جسے ماسم بولتے ہیں اس کا اعتقاد جھوٹے مسیح سیت لیوی پر ہے جس کی نسبت بیان کیا ہے کہ وہ پھر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آئے گا مگر علاوہ اس کے ان لوگوں میں اور بہت سے مختلف عقائد ہیں جس کے لحاظ سے

یہ تین فرقوں میں منقسم ہو رہے ہیں۔ وہ دل سے یہودی ہیں مگر یہودیوں کے بڑے گروہ اور مسلمانوں کے ساتھ آباد رہنے سے ذلیل ہو رہے ہیں اور وہ اپنے آپس ہی میں بیاہ شادی کرتے ہیں اور قصبے میں ایک خاص مقام پر یک جا آباد ہیں یا یہ کہ ان کا ایک محلہ ہی علیحدہ ہے۔ اس فرقے کے کچھ لوگ روسی عملداری میں رہتے تھے۔ سالونیکا میں عموماً وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر ہیں وہ یہودی ہی اور بڑے فرقے عیسائی کے تین ہیں۔ ملکانیہ۔ نسطوریہ اور یعقوبیہ باقی فرقے انہیں میں سے نکلے ہیں۔ شہرستانی نے ان سب فرقوں کا ذکر ملل ونحل میں کیا ہے ان کے احوال کی حکایت سے ہم کو کچھ غرض نہیں ہے۔ مگر اس ضمن میں اتنا کہنا مناسب ہے کہ یورپ کے عیسائیوں میں تین مذہب خاص کر سب سے بڑے تصور کیے جاتے ہیں ایک رومن کیتھولک یعنی رومی کلیسا جن کے نزدیک دین کا سب سے بڑا امام اور حضرت عیسیٰؑ کے خاص الخاص حواری پطرس کا خلیفہ پوپ تصور کیا جاتا ہے جو اٹلی کے قدیم شہر روم (بواۂ مجہول) میں رہتا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے عیسائیوں میں رومی کلیسا کے لوگ زیادہ ہیں مگر اس مذہب والوں کی سلطنتوں میں پہلے سے کمی اور ضعف آگیا ہے صرف ایک سلطنت فرانس کی ان میں بہت زبردست باقی ہے۔ دوسرا مذہب گریک چرچ یعنی یونانی کلیسا ہے اس فرقے کے سب عیسائی زار روس کو مسیحؑ کا خلیفہ اور اپنا پیشوا اور امام سمجھتے تھے اور اس کے کل احکام دینی ودنیوی واجب التعمیل جانتے ہیں اور جو عیسائی ان احکام کی تعمیل سے اعراض وانکار کرے اسے اپنی جماعت سے خارج اور بے دین تصور کرتے ہیں۔ تیسرا بڑا مذہب پروٹسٹنٹ ہے جو اس فرقے والوں کا زور آج کل زیادہ ہے اور چھوٹی بڑی کئی سلطنتیں رکھتے تھے انگلستان و جرمن دو سلطنتیں ان میں بہت زبردست تھیں اس مذہب میں بہت سے فرقے شاخ در شاخ مثل لوتھرن۔ کینلو رنسٹ۔ ریفائنڈ چرچ۔ پرینس بائی ٹرین اور چرچ آف انگلینڈ وغیرہ وغیرہ پیدا ہوگئے تھے۔ گلاسگو واقع سکاٹ لینڈ میں کارلائل کے زمانے سے عیسائیوں کا ایک فرقہ یونیٹیرین (موحد) نامی پیدا ہوگیا ہے جو مسلمانوں کی طرح اللہ وحدہٗ لاشریک پر اعتقاد رکھتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کو صرف اس کا پیغمبر مانتا ہے یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں مگر اسلام سے ان کو نفرت بدستور چلی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کا ذریعہ ان کے پاس صرف متعصب عیسائی مصنفوں کی کتابیں ہیں۔

فرقہ ناجی وناری

احادیث افتراق امت میں اشکال ہے دوطرح پر ایک یہ کہ ان میں اکثر اشخاص امت محمدیؐ پر حکم ہلاک اور ناری ہونے کا کیا ہے حالانکہ اور حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ امت مرحوم ہے اور جنت میں سب سے زیادہ یہی امت ہوگی یہاں تک کہ وہاں دو تہائی اس امت کے لوگ ہوں گے اور ایک تہائی میں باقی امتیں اس کا جواب بعض لوگوں نے یہ دیا ہے کہ مراد اس جگہ امت سے امت دعوت ہے نہ امت اجابت اور مراد امت اجابت سے وہ لوگ ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں جلال الدین دوانی شرح عقائد عضدیہ میں کہتے ہیں کہ ظاہرا مراد امت اجابت ہے نہ امت دعوت اس لیے اکثر جب حدیث میں اس طور پر بیان ہوا ہے تو اس کلام سے مراد اہل قبلہ ہیں انتی واقعی حدیث مذکور میں امت دعوت قرار دینا درست نہیں کیونکہ یہ حدیث خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کی تفریق کے بیان میں وارد ہوئی ہے چنانچہ اس میں لفظ امتی ہے۔ امت حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا شمار اس میں داخل کر کے نہیں فرمایا ہے ان کے واسطے اور حدیث ہے۔(نہ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسیٰؑ علی احدیٰ و سبعین فرقتہ و بعد عیسےٰ علےٰ اثنین و سبعین فرقه و نستفرق امتی من بعدی ثلثة و سبعون فرقة)اگر سب فرقے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کریں گے تو تہتر فرقے کیوں کر ہوں گے پس اگر چہ کفار بھی امت دعوت ہیں لیکن یہاں مراد امت سے امت اجابت ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اسی وجہ سے امتی کہہ کر اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔ دوسرا اشکال بابت تعین فرقہ ناجیہ کے ہے ہر فرقے کو یہ گمان ہے میں ناجی ہوں اور غیر میرا ناری ہے اس پر ہر کسی نے اپنی اپنی دلیلیں لکھی ہیں جو مکڑی کے جال سے بھی زیادہ کمزور ہیں فرقہ ، ناجیہ سے وہی فرقہ ہے جو مصداق اس لفظ کا ہے ما انا علیه و اصحابی یہ لفظ اسی شخص پر صادق آتا ہے جس کے عقیدے وعمل میں کوئی بدعت ظاہر ومخفی نہیں ہے بلکہ سارے عقائد واعمال اس کے مطابق سنت مطہرہ وسیرت صحابہ کے ہیں کسی نے یوں ہی کہا ہے کہ فرقہ ناجیہ ہر فرقے کے صلحا ہیں کسی نے کہا۔ اہل بیت رسالت ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ کوئی فرقہ خاص نہیں ناجی وہی گروہ ہے جو کہ خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ پر چلتا ہے اور

کسی طرح کی بدعت و ہوا میں مبتلا نہیں جس طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری و مسلم میں روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے شرائع اسلام کو حضرت محمدؐ سے دریافت کر کے یہ عرض کیا تھا والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ یعنی قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اس کے ہاتھ میں ہے جو آپؐ نے فرمادیا ہے میں اس پر نہ کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کچھ کم کروں گا اس پر حضرت محمدؐ نے اس کو جنتی فرمایا تھا یعنی ناجی نار سے سو جو کوئی دعویٰ نجات کا کرے اور اس کے عقائد و اعمال خلاف طریقہ حضرت محمدؐ اور سیرت صحابہ کے ہوں تو وہ دعویٰ اس کا باطل ہے اسلام کے تہتر فرقوں میں سے وہ کون سا فرقہ ہے جو اپنے آپ کو ناجی اور اپنے مخالف کو ناری نہیں جانتا ہے لیکن ایک امامیہ مذہب شاعر کہتا ہے۔ مصرعہ ناجی واللہ فرقہ اثنا عشری ہے۔ لیکن تصدیق اس دعوے کی یا تکذیب اس کی اسی طرح پر ممکن ہے کہ جس کا عقیدہ و عمل ما انا علیہ و اصحابی کے موافق ہو اور کسی طرح کا خلاف بدعت سیئہ کی طرف سے اس کے عقیدے و عمل میں نہ آئے گو بعض تقصیرات فروعیہ اس سے صادر ہو جائیں وہ ناجی ہے اور جس کا عقیدہ و عمل اس کے مخالف ہو وہ ناری ہے کیونکہ عہد حضرت محمدؐ و صحابہ میں کسی کے عمل و عقیدے میں کوئی بدعت نہ تھی اگر چہ بعض افراد سے طاعت میں قصور و فتور و ارتکاب فجور ہو جاتا تھا ابن حزم نے زیادت لا واحدۃ کو موضوع کہا ہے لیکن یہ دعویٰ ان کا صحت کو نہیں پہنچا۔ نہایت یہ ہے کہ یہ زیادت شاذ ہو نہ موضوع بعض علما فرماتے ہیں کہ مراد ناری ہونے سے اگر خلود نار ہے تو یہ بات مخالف نص و احادیث صحیحہ قطعیہ کے ہے کیونکہ کوئی فرقہ اسلام کا مخلد فی النار نہ رہے گا او اگر مراد ناری ہونے سے یہ ہے کہ چند مدت نار میں رہے گا پھر نجات پائے گا تو یہ بات مسلم ہے لیکن اس تقدیر پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کوئی شخص فرقہ ناجیہ میں سے نار میں نہ جائے حالانکہ احادیث صحیحہ دلیل ہیں اس بات پر کہ فساق مومنین چندے نار میں جائیں گے۔ تو یہ شبہ قدیمہ ہے اہل علم نے اس کے چار پانچ جواب لکھے ہیں جو کہ شرح و حواشی عقائد ملا جلال میں مذکور ہیں ان میں سے زیادہ حج و اقویٰ اس جواب کو کہا ہے جو ملا جلال دوانی نے دیا ہے شق ثانی کو اختیار کر کے یعنی مراد دخول من حیث الاعتقاد ہے اور فرقہ ناجیہ کا دخول من حیث الاعتقاد نہ ہوگا گو بسبب بعض تقصیرات عمل کے آگ میں جائیں۔ دوسرا جواب امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جس کو محدثین نے بھی پسند کیا ہے وہ یہ کہ مراد فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ ہیں جو مطلقاً نار میں نہ جائیں گے نہ من حیث الاعتقاد اور نہ من حیث

العمل بلکہ بے وصول عذاب داخل جنت ہوں گے ان کی معصیت خواہ عفو ہو جائے یا شدائد موت و قبر و اہوال قیامت میں مجرا ہو جائے یا شفاعت حضرت سے وہ سارے ذنوب محو ہو جائیں غزالی کا یہ کہنا کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو بے حساب و کتاب و بے شفاعت جنت میں جائے گا کما حقہ نہیں تھا اس لیے کہ اس صورت میں دائرہ نجات کا بہت تنگ ہوا جاتا تھا لہٰذا محققین متاخرین نے جواب مذکور کو اصلاح فرما کر تقریر مسطور کی ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ کلھا فی النار کے معنی کل واحد من افراد کل فرقۃ فی النار ہے یعنی ہر ایک آدمی ہر ایک فرقے کی افراد سے آگ میں جائے گا پس اس عبادت سے مراد ایجاب کلی ہے پھر الا واحدۃ کے ساتھ استثنا کرنے سے یہ ایجاب کلی رفع ہوا اور رفع ایجاب کلی ایک جزئی کے ساتھ بھی صادق ہو سکتا ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے کہ پس اس صورت میں معنی لا واحدۃ کے یہ ہوں گے کہ ہر ہر فرد اس فرقے کے دوزخ میں داخل نہ ہوگی گو بعض بسبب تقصیر اعمال کے داخل دوزخ ہوں اس صورت میں اشکال دفع ہو گیا۔ اور فرقوں غیر ناجیہ اور فرقہ ناجیہ میں وجہ امتیاز اسی قدر ہوئی کہ غیر ناجی فرقے سارے داخل دوزخ ہوں گے اور یہ فرقہ سارا دوزخ میں نہ جائے گا لیکن فرقہ ناجی کا امتیاز اور فرقوں سے اعمال کے ساتھ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اعمال سب میں مشترک ہیں پس امتیاز کا باعث صرف عقائد کی درستی اور صحت ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس جواب کا مرجع بھی جواب اول کی طرف ہوتا ہے اور سب سے بہتر ایک اور جواب ہے جو موافق ہے استعمال قدیم عرب کے اور حدیث میں بھی اس کے استعمال کی شہادت موجود ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کلھا فی النار سے مراد بطلان ہے چنانچہ جب کہتے ہیں فلاں چیز فی النار ہے تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ باطل ہے چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے (الھذاء فی النار) یعنی زبان درازی باطل ہے اور سورۂ نساء میں ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا) (سورۃ نساء۔۴ آیت۔۱۰) جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں اس کے سوا نہیں کہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں نارًا سے مراد یہاں باطل و حرام چیز ہے اس لیے کہ یتیم کا مال حقیقت میں آگ نہیں اور مجاز پر اس واسطے حمل نہیں کرتے کہ یہ جو کہا ہے کہ پیٹوں میں کھاتے ہیں یہ قول سراسر پکار کر بتا رہا ہے کہ یہاں مجاز مراد نہیں پس حدیث مذکور میں کلھم فی النار سے یہ مراد ہوگی کہ تمام فرقے باطل پر ہیں گو ایک عقیدہ اور ایک عمل کی وجہ سے ہوں یا دو کی اور فرقہ ناجی کے نہ عقیدے میں بطلان ہے نہ عمل میں مگر یہ چاہیے

کہ فرقہ ناجی کی تخصیص اس بات کے ساتھ کر دی جائے کہ نہ ان کے عمل میں بدعیت ہے نہ عقیدے میں اور یہی منشا جواب دوم کا بھی ہے یا بطلان کو صرف اعتقادیات کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ ان کے اعتقاد میں کسی طرح کا فتور نہیں پس اس صورت میں یہ جواب پہلے جواب کی طرف رجوع کرے گا اسی واسطے کہا ہے کہ اقوی دارجح وہی جواب اول ہے۔ اور شیخ علاء الدولہ سمنانی نے عروہ میں کہا ہے کہ اسلام کے تمام فرقے اہل نجات ہیں اور حدیث میں مراد ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت ہے انتہیٰ مراد سارے فرقے اسلام کے اہل نجات ہونے سے یہ ہے کہ بقدر سزائے معاصی کے دوزخ میں رہ کر بالآخر اس سے نجات پائیں گے اور جنت میں داخل کیئے جائیں گے اور ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت مراد لینے میں وہی قباحت ہے جو امام غزالی کے جواب میں بیان ہوئی پس بہتر جواب وہی ہے جو منقین متاخرین نے امام غزالی کے جواب میں اصلاح کر کے بیان کیا ہے۔

فرقوں کی تقسیم

یہ ارشاد حضرت محمد ﷺ کا کہ میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی ایک معجزہ ہے اس لئے کہ جو کچھ فرمایا ہے وہ بے کم و کاست ظہور میں آیا۔ ابن حزم نے ملل ونحل میں کہا ہے کہ اہل اسلام کے پانچ فرقے ہیں ایک اہل سنت دوسرے معتزلہ اور انہیں میں قدریہ داخل ہیں تیسرے مرجیہ اور ان ہی میں جہمیہ کرامیہ کا شمار ہے چوتھے شیعہ پانچواں خوارج انہیں میں ازارقہ واباضیہ ہیں پھر ہر ایک فرقہ ان میں سے کئی فریق ہو گیا۔ بڑا افتراق اہل سنت کا فتویٰ میں ہوا اور تھوڑا سا اعتقادات میں فتویٰ میں چار مذہب ہو گئے حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اعتقاد میں تین گروہ ہو گئے۔ اشعری۔ ماتریدی۔ حنبلی۔ رہے چار فرقے سوائے اہل سنت کے سوان میں سے کسی کا خلاف اہل سنت کے ساتھ بعید ہے اور کسی کا قریب مرجیہ کے فرقوں میں اہل سنت سے قریب وہ ہیں جن کا قول ہے کہ ایمان کہتے ہیں دل اور زبان دونوں سے تصدیق و اقرار کرنے کو۔ رہے سارے اعمال سو فقط فرائض و شرائع اسلام ہیں ایمان میں داخل نہیں اور ان میں اہل سنت سے بعید وہ فرقے ہیں ایک اصحاب جہم بن صفوان جن کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق بالقلب کا نام ہے اگر چہ مومن کفر و تثلیث کا کلمہ زبان سے کہے اور بت پرستی کرے اور یہ بطور تقیہ کے بھی نہ ہو تب بھی ایمان نہیں

جاسکتا جب تک تصدیق بالقلب باقی رہے دوسرے اصحاب محمد بن کرام جن کا قول یہ ہے کہ ایمان لفظ زبان سے اقرار کرنے یعنی کلمہ شہادت کے پڑھنے کو کہتے ہیں پس اگر کوئی شخص دل سے کفر کا معتقد ہو تو اس کا ایمان باطل نہیں ہوسکتا جب تک زبانی اقرار باقی ہے اسی طرح اور باقی فرقوں کا ذکر ہے۔ خبیتہ الاکوان میں لکھا ہے کہ معتزلہ میں اہل سنت سے قریب وہ ہیں جو کہ اصحاب حسین نجار و بشر بن غیاث مریسی ہیں اور بعد ان کے اصحاب ابوہذیل علاف ہیں اور مذاہب شیعہ میں اہل سنت سے قریب اصحاب حسن بن صالح ہیں جن کا فرقہ صالحیہ کہلاتا ہے اور شیعہ زیدیہ میں شمار پاتا ہے اور ان میں سے بعید فرقہ امامیہ ہے رہے غلاۃ ان کے سو وہ سرے سے مسلمان ہی نہیں بلکہ اہل روت و شرک ہیں اور قریب فرقہ خوارج میں اصحاب عبداللہ بن یزید اباضی ہیں اور بعید ان کے ازارقہ ہیں رہے بطخیہ اور وہ جو منکر کسی شے کے قرآن میں سے ہیں اور اجماع کے مخالف ہیں جیسے عجاردہ وغیرہ سو وہ باجماع امت کفار ہیں انتہیٰ واضح رہے کہ ہم نے فرقون کے بیان میں شرح۔ مواقف وغیرہ کی طرز اختیار کی ہے اسی واسطے ہم نے جہمیہ کو جبریہ میں اور کرامیہ کو قدریہ میں اور مریسیہ کو مرجیہ میں ذکر کیا ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ صاحب اشعتہ اللمعات کا قول ہے کہ افتراق اس امت کا تہتر فرقوں پر حدیث سے ثابت ہے۔ اس طرح کہ معتزلہ کے بیس فرقے ہیں اور شیعہ بائیس اور خوارج بیس ار مرجیہ پندرہ اور نجاریہ تین اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور اہل سنت و جماعت کا اور عنیتہ الطالبین میں مذکور ہے کہ تہتر فرقوں کی اصل یہ دس فرقے ہیں اہل سنت۔ خوارج۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہ۔ جہمیۃ۔ ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ۔ اہل سنت کا ایک فرقہ ہے خوارج کے پندرہ فرقہ ہیں شیعہ کے بتیس معتزلہ کے چھ مرجیہ کے بارہ جہمیہ ضراریہ۔ بخاریہ۔ اور کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ہے مشبہ کے تین فرقے ہیں کل بہتر فرقے ہوگئے اور مکحول نے ان تہتر فرقوں کے اصول سوائے اہل سنت و جماعت کے چھ فرقے قرار دیئے ہیں جن کے یہ نام ہیں۔ جہمیہ۔ قدریہ۔ شیعہ۔ حروریہ۔ مرجیہ۔ جبریہ۔ اور پھر ہرایک کے بارہ بارہ فرقے لکھے ہیں اس حساب سے بہتر فرقے ہوگئے۔ اور صاحب شرح وقایہ نے بھی کتاب الشہادۃ میں سب فرقوں کے اصول چھ ہی فرقے قرار دیئے ہیں اور یہ نام لکھے ہیں۔ جبریہ۔ قدریہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ معطلہ۔ مشبہ۔ اور شیخ ابوالحسن نے اصول دس فرقے قرار دئے ہیں۔ شیعہ۔ خوارج۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ کلابیہ۔ حسنیہ۔ بکریہ۔ مجسمہ اور امام فخرالاسلام نے بزدوی الکلام میں ان کی

چھ قسمیں ان ناموں کے ساتھ مقرر کی ہیں شیعہ۔ نجاریہ۔ قدریہ۔ جبریہ۔ مرجیہ۔ مجسمہ اور محمود الغزالی نے اپنی کتاب میں اور ابن السراج نے تذکرہ المذاہب میں اور محمد صالح بن محمد شریف خیر آبادی نے موید الافاضل میں تمام فرقوں کے اصول یہی چھ فرقے ذکر کئے ہیں۔ مگر انہوں نے بجائے مجسمہ کے جہمیہ کو ذکر کیا ہے اور مولف مجرالمذاہب نے بھی ان کے مطابق بیان کیا ہے اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے بیان کیے ہیں مگر یہ قلمی نسخے ایسے لکھے ہوئے ہیں کہ اکثر نام ایک نسخے کے دوسرے سے مطابق نہیں بلکہ صحیح بھی نہیں پڑھے جاتے اور چونکہ نہ ان کی وجہ تسمیہ لکھی ہے نہ کچھ تفصیل ذکر کی ہے اس لئے اور مشتبہ ہوگئے ہیں۔ اور یہ خرابی ان کاتبوں کی وجہ سے زیادہ پڑ گئی ہے جو محض فارسی خوان ہوتے ہیں۔ تفصیل ان فرقوں کی اس طرح ہے۔

شیعہ

علویہ۔ ابدیہ۔ شیعیہ۔ اسحاقیہ۔ زیدیہ۔ عباسیہ۔ امامیہ۔ ناؤسیہ۔ متناسخیۃ۔ لاعنیہ۔ راجعیہ۔ متراضیہ۔

خوارج

ازرقیہ۔ اباضیہ۔ ثعلبیہ۔ خازمیہ۔ خلفیہ۔ کرزیہ۔ کنزیہ۔ معتزلیہ۔ میمونیہ۔ محکمیہ۔ اخنسیہ۔ شمراخیہ۔

جبریہ

مضطریہ۔ افعالیہ۔ معیہ۔ مفروغیہ۔ نجاریہ۔ میتیہ۔ کسلیہ۔ سابقیہ۔ حبیبیہ۔ خوفیہ۔ فکریہ۔ حسبیہ۔

قدریہ

احمدیہ۔ ثنویہ۔ کیسانیہ۔ شیطانیہ۔ شریکیہ۔ وہمیہ۔ ابدیہ۔ ناکسیہ۔ بتریہ۔ قاسطیہ۔ نظامیہ۔ منزلیہ۔

جہمیہ

معطلہ۔ مرابضیہ۔ مترافیہ۔ واردیہ۔ حرقیہ۔ مخلوقیہ۔ غیریہ۔ فانیہ۔ زنادقیہ۔ لفظیہ۔

قبریہ۔ واقفیہ۔

مرجیہ

تارکیہ۔ مشاغیہ۔ راجیہ۔ شاکیہ۔ تہمیہ۔ علیہ۔ منقوصیہ۔ مستشبہیہ (۱۱)۔ اشربیہ۔ بدعیہ۔ مشبہ۔ حشویہ۔ موید الافضال اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ میں لکھا ہے کہ ان کے علاوہ سات فرقے اور ہیں دہریہ۔ صائلیہ۔ اباحیہ۔ باطنیہ۔ براہیہ۔ اشعریہ۔ کرامیہ۔

صاحب مواقف نے کہا ہے کہ فقہائے اسلام کے اصول یہ آٹھ فرقے ہیں۔ (۱) معتزلہ (۲)۔ شیعہ (۳)۔ خوارج (۴)۔ مرجیہ (۵)۔ بخاریہ (۶)۔ جبریہ (۷)۔ مشبہ (۸)۔ اہل سنت و جماعت۔ اور تفصیل ان کی یوں ہے معتزلہ کے بیس فرقے ہیں۔ واصلیہ۔ عمریہ۔ ہذیلیہ۔ نظامیہ۔ اسواریہ۔ اسکافیہ۔ جعفریہ۔ بشریہ۔ مزداریہ۔ ہشامیہ۔ حابطیہ۔ حدثیہ۔ صالحیہ۔ معمریہ۔ ثمامیہ۔ خیاطیہ۔ جاحظیہ۔ کعبیہ جبائیہ۔ بہشمیہ۔ اور شیعہ بائیس فرقے ہیں۔ جن میں سے یہ اٹھارہ غلاۃ کہلاتے ہیں۔ سبائیہ۔ کاملیہ۔ مغیریہ۔ بنانیہ۔ جناحیہ۔ منصوریہ۔ خطابیہ۔ غرابیہ۔ ذمیہ۔ حکمیہ۔ سالمیہ۔ زراریہ۔ نعمانیہ۔ یونسیہ۔ رزامیہ۔ مفوضہ۔ نصیریہ۔ اسماعیلیہ۔ جو قرامطہ اور باطنیہ بھی کہلاتے ہیں۔ باقی چار فرقے یہ ہیں۔ جارودیہ۔ سلمانیہ۔ بتریہ۔ یہ تینوں زیدیہ ہیں اور امامیہ جنہیں اثنا عشری بھی کہتے ہیں۔ اور خوارج بیس فرقے ہیں۔ محکمہ۔ بیہسیہ۔ ازارقہ۔ بخدات۔ اصفریہ۔ اباضیہ۔ میمونیہ۔ حمزیہ۔ شعیبیہ حازمیہ۔ خلطیہ۔ اطرافیہ۔ معلومیہ۔ مجہولیہ۔ صلتیہ۔ ثعالبہ۔ یہ دسوں عجاردہ کہلاتے ہیں۔ اخنسیہ۔ معبدیہ شیبانیہ۔ مکرمیہ۔ یہ چاروں فرقے ثعالبہ کی شاخ ہیں اور مرجیہ کے پانچ فرقے ہیں۔ یونسیہ۔ عبیدیہ۔ غسانیہ۔ ثوبانیہ۔ ثومنیہ۔ اور نجاریہ کے تین فرقے ہیں۔ برغوثیہ۔ زعفرانیہ۔ مستدرکہ۔ اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور شیعہ اور اہل سنت و جماعت ہے۔ جہمیہ۔ جبریہ ہیں ار کرامیہ و حشویہ مشبہ ہیں اور ان فرقوں میں بعض قدریہ بھی ہیں۔ یہ تہتر فرقے جو مشہور ہیں ان میں بھی کئی فرقے مثل شاخوں کے ظاہر ہوئے ہیں جو شخص جس فرقے کا کام کرے گا اس میں شمار پائے گا اور ان شاخوں کی وجہ سے شمار فرقوں کا تہتر سے بڑھ گیا ہے میر سید شریف نے تعریفات میں لکھا ہے اہل اہوا سے مراد وہ اہل قبلہ ہیں جن کا عقیدہ اہل سنت کا سا نہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اہل ہوئے ایک فرقہ معین نہیں بلکہ جو مخالف سنت کے ہے تاویل فاسد کے ساتھ وہ اہل ہوئی ہے مغرب میں ہے کہ اہل ہوئے وہ لوگ ہیں جو طریقہ اہل سنت و جماعت سے کجر دی کریں اور اہل قبلہ

ہوں یعنی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوں صاحب تعریفات کہتے ہیں کہ اہل ہوئے جبریہ اور قدریہ اور شیعہ اور خوارج اور معطلہ اور مشبہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے بارہ فرقہ ہیں۔ اس صورت میں تہتر فرقے ہو گئے مگر یہ قول سید صاحب کا تحقیقی نہیں اس لیے کہ اس قدر فرقوں میں اہل اسلام کے فرقوں کا حصر نہیں ہے تہتر سے بہت زیادہ تعداد ہوگئی ہے اور حضرت محمدؐ نے جو تہتر کا عدد فرمایا ہے وہ غالباً انحصار کے لیے نہیں بلکہ اظہار کثرت مقصود ہے۔

اب غور کرو کہ عامہ مصنفین نے انحصار بڑے بڑے گروہ اسلام کا نو فرقوں میں کیا ہے۔(۱) اہل سنت و جماعت (۲)۔ معتزلہ (۳)۔ شیعہ (۴)۔ خوارج (۵)۔ مرجیہ (۶)۔ نجاریہ (۷)۔ جبریہ (۸)۔ قدریہ (۹)۔ مشبہ۔

فرقہ شیعہ

قبل اس کے کہ شیعہ کے حالات بیان ہوں بطور تمہید کے یہ کہتا ہوں کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ دن علیل رہ کر ۶۳ برس کی عمر میں پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو انتقال فرمایا تو خلافت کی نزاع پیدا ہوئی اور انصار نے یہ ٹھہرایا کہ ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین میں ہوگا اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے وہاں پہنچ کر کہا کہ پیغمبرؐ اللہ کا حکم ہے کہ امام قریش چاہیے تب سب انصار نے قبول کیا اور کہا کہ تم کسے خلیفہ کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں انہیں سے بیعت کرتے ہیں تم بھی قبول کرو اور اول بشیر بن سعد انصاری نے پھر حضرت عمرؓ نے پھر ابوعبیدہ بن جراحؓ نے پھر اس نے بیعت کی پھر بعد ان کے بیعت کرنے والے چاروں طرف سے ابوبکرؓ کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہوگئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی اور فوری طور پر صدیق اکبر پر اتفاق عام ہوگیا۔ یہ معاملہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوا تھا جب وہ مسجد میں آئے تو لوگ ہر طرف سے دوڑ کر آئے اور رغبت سے بیعت کرنے لگے لیکن بنی ہاشم دیر تک اپنے ادعا پر رکے رہے اور ان کو اپنی ناکامی پر تعجب و افسوس دونوں ہوا اور حضرت علیؓ۔ عباسؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ مقدادؓ بن عمر۔ عتبہؓ بن ابی لہب۔ خالدؓ بن سعید بن العاص۔ سلمانؓ فارسی۔ ابوذرؓ غفاری۔ عمارؓ بن یاسر۔ برار بن عازب۔ اور ابیؓ بن کعب نے اول بیعت نہ